ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.2 2024

# قرآن وحدیث کی روشنی میں "تفسیرِ قرآن" کی اہمیت وافادیت: ایک تحقیقی مطالعہ

# *The Importance and Benefits of Quranic Tafsīr in the Light of Quran and Hadith: A Research Study*

***Dr. Aminullah***
*Assistant professor / HOD Department Islamic Studies, Shaheed Benazir Bhutto University Sheringal Dir Upper*
*International Post-Doc Fellowship, Islamic Research Institute, IIU, Islamabad.*
*( Email: amin@sbbu.edu.pk )*
***Muhammad Saad Dehlvi***
*Ph. D Scholar, Department of Islamic Studies, The University of Lahore, Lahore.*
*(Email: muhammadsaaddehlvi@gmail.com )*
***Asia Parveen***
*M. Phil Scholar, Department of Islamic Studies, Riphah International University, Faisalabad.*
*(Email: asiaperveenkml@gmail.com)*

## Abstract:

*Quranic exegesis, or Tafsir, holds pivotal significance in understanding the Quranic text and its application in Islamic jurisprudence. This research study explores the critical importance and multifaceted benefits of Tafsir as illuminated by both the Quran and Hadith. Tafsir serves as a scholarly discipline aimed at unraveling the layers of meanings embedded within the divine revelation, offering insights into theological principles, legal injunctions, and moral guidance for Muslims worldwide. By examining various classical and contemporary approaches to Tafsir, this study highlights its role in bridging the gap between the timeless message of the Quran and its practical application in contemporary contexts. Key benefits include fostering a deeper spiritual connection, promoting intellectual engagement with religious texts, and guiding ethical conduct in personal and communal spheres. This research underscores the necessity of Tafsir in enriching Islamic scholarship and elucidating the profound wisdom encapsulated in the Quranic verses, thus contributing to a comprehensive understanding of Islam's teachings.*

**Keywords:** *Quranic Exegesis, Tafsir, Quran, Hadith, Islamic jurisprudence.*

## تعارف

اسلامی علوم وفنون میں تفسیر قرآن یا قرآن کے معنی ومفہوم سے واقفیت اور اللہ تعالیٰ کی مراد ومنشا کی تفہیم سب سے پہلا علم ہے۔ علم

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022

تفسیر ہمیشہ مسلمان اہلِ علم کا اہم موضوع رہا ہے۔ اس فن میں مسلمانوں نے ہر دور میں قابلِ قدر خدمات انجام دی ہیں۔ یہ مسلمانوں کا ایسا عظیم الشان علمی کارنامہ ہے جس کی مثال کسی دوسری قوم وملت میں نہیں ملتی۔ تفسیری ادب، اپنے دیگر فوائد کے ساتھ ساتھ ہر دور کے مسلمان علماء کے فکری رجحانات، نظریات، اشکالات اور ان کے ذہنی وعلمی ارتقاء کو جاننے کا ایک بہترین ذریعہ بھی ہیں۔

## تفسیر کا لغوی مفہوم

"ف، س۔ ر" اور "س۔ف۔ ر" دونوں مادوں میں کھولنے اور حجاب ہٹانے دینے کے معنی پائے جاتے ہیں لیکن "سفر" ظاہری اور مادی اشیاء کو کھول کر سامنے لانے میں مستعمل ہوتا ہے اور "فسر" کا استعمال معنوی اور باطنی اشیاء کو کھول کر بیان کرنے کے لئے ہوتا ہے۔ تفسیر فسر سے باب تفعیل کا مصدر ہے اس کے معنی کسی عبارت کے مطلب کو واضح کرنے کے ہیں۔ (1)

- القاموس المحیط میں فیروز آبادی تفسیر کا یوں نقل کرتے ہیں: ((الْفَسْرُالاِبَانَةُ وَكَشْفُ الْمُغَطّٰى كَالتَّفْسِيْرِوَالْفِعْلُ كَضَرَبَ وِ نَصَرَ)) "تفسیر کا مادہ "فسر" ہے اس کے معنی ہیں ظاہر کرنا، کھول دینا اور بے حجاب کرنا۔ اور تفسیر کے بھی یہی معنی ہیں اس کا فعل باب ضرب یضرب اور نصر ینصر دونوں کے وزن پر آتا ہے۔" (2)
- لسان العرب میں ابن منظور افریقی نے تفسیر کے معنیٰ یہ بیان کیے ہیں: "الْفَسْرُكَشْفُ الْمُغَطّٰى والتَّفْسِيْرُ كَشْفُ الْمُرَادِ عَنِ اللَّفْظِ الْمُشْكِلِ" (3)
- اور لوئیس معلوف نے تفسیر کے معنیٰ اس طرح بیان کیے ہیں: فسر کے معنی ہیں کسی پوشیدہ چیز سے پردہ اٹھانا اور تفسیر کے معنی ہیں کسی مشکل لفظ کے مفہوم و مراد کو ظاہر کرنا۔ "فسر" واضح کرنا، ظاہر کرنا، ڈھکے ہوئے کو کھول دینا (4)
- امام راغب اصفہانی یوں ذکر کرتے ہیں: "الفسر (ض ن) کے معنی کسی چیز کی معنوی صفت کو ظاہر کرنے کے ہیں اسی سے "تَفْسِرَةٌ" ہے جس کے معنی قارورہ کی تشخیص کے ہیں۔ التفسیر بھی الفَسَّرُ کے ہم معنی ہے مگر اس میں مبالغہ کے معنی پائے جاتے ہیں اور (عرف میں) تفسیر لفظ کبھی تو مفرد اور غریب الفاظ کی تشریح اور وضاحت پر بولا جاتا ہے اور کبھی خاص کر تاویل کے معنی میں استعمال ہوتا ہے" (5)

لفظ تفسیر بیان اور وضاحت کے معنوں میں خود قرآن مجید میں بھی استعمال ہوا ہے: ﴿وَلَا يَأْتُونَكَ بِمَثَلٍ إِلَّا جِئْنَاكَ بِالْحَقِّ

1 اردو دائرہ معارف اسلامیہ، تفسیر، دانش گاہ پنجاب لاہور، طبع ثانی ۲۰۰۵ء، ج:۶، ص:۴۹۰۔

2 فیروز آبادی، مجد الدین، القاموس المحیط، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت، لبنان، ۱۴۲۶ھ ص:۴۶۵۔

3 ابنِ منظور، محمد بن مکرم، لسان العرب، دار صادر، بیروت، ۲۰۱۰ء، ج:۲، ص:۳۶۱۔

4 لویس معلوف، المنجد، مکتبہ قدوسیہ، لاہور، ۲۰۱۰ء، ص:۶۴۱۔

5 اصفہانی راغب، حسین بن فضل، مفردات القرآن، مترجم: محمد عبدہ فیروز آبادی، اہل حدیث اکادمی لاہور، ۱۹۷۱ء ص:۷۹۹۔

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.2 2024

وَ أَحْسَنَ تَفْسِيرًا﴾[1] "اور نہیں لاتے یہ لوگ تیرے سامنے کوئی عجیب سوال مگر لے آتے ہیں ہم تیرے پاس اس کا سچا اور قطعی جواب اور بہترین وضاحت"

## تفسیر کا اصطلاحی مفہوم

اصطلاحی معنی میں تفسیر سے مراد کلام اللہ کے مطالب بیان کرنے اور الفاظ و معنی کی تشریح کرنا کے ہیں گویا تفسیر سے مراد ایسا علم ہے جو بشری استطاعت کی حد تک قرآنی آیات کے اس مفہوم کو بیان کرتا ہے جو اس کلامِ عظیم سے اللہ تعالیٰ کی مراد و منشا ہے۔

**((التفسیر علم یعرف به فهم کتاب الله المنزل علی نبیه محمدﷺ و بیان معانیه واستخراج احکامه و حکمه))** "(تفسیر) وہ علم ہے جس سے نبی کریمؐ پر نازل شدہ قرآن کریم کا فہم حاصل ہو اور اس کے معانی کی وضاحت اور اس کے احکام اور حکمتوں کا استنباط کیا جا سکے "[2]

"تفسیر ایک ایسا علم ہے جس میں بشری استطاعت کی حد تک اس امر سے بحث کی جاتی ہے کہ الفاظ قرآنی سے اللہ تعالیٰ کی مراد کیا ہے۔"[3]

امام عبد العظیم زرقانی مناہل العرفان میں تفسیر کی یوں فرماتے ہیں:

**((وَ التَّفْسِرُ فِى الْاِصْطَلَاحِ عِلْمٌ يَبْحَثُ فِيْهِ عَنِ الْقُرْاٰنِ الْكَرِيْمِ مِنْ حَيْثُ دَ لاَلَتِه عَلىٰ مُرَادِ اللهِ تعالىٰ بِقَدْرِ الطَّاقَةِ الْبَشَرِيَةِ))**[4]

"تفسیر اصطلاح میں وہ علم ہے جس میں قرآن کے بارے میں بحث کی جاتی ہے اس حیثیت سے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی مراد پر دلالت کرتا ہے بشری استطاعت کے مطابق"

**((و قال بعضهم : التفسیر فی الاصطلاح :علم نزول الایات ،و شوونها ،و اقاصیصها ،والاسباب النازلة فیها ،ثم ترتیب مکیها و مدنیها ،و محکمها و متشابها ،و نا سخها و منسوخها ،وخاصها و عامها ، و مطلقها و مقیدها ،ومجملها و مفسرها ،و حلالها و حرامها ،ووعدها ووعیدها ،وامرها و نهیها ،وعبرها وامثالها))**[5]

---

1 الفرقان:۳۳
2 زرکشی، علامہ، البرھان فی علوم القرآن دار الحدیث، قاہرہ، ۲۰۰۶ء، ص:۲۲۔
4 محمد ابو سلامۃ، منہج الفرقان فی علوم القرآن، مطبع شبرا، قاہرہ ۱۹۳۸ء ج:۲، ص:۶۔
4 زرقانی، محمد عبد العظیم، مناہل العرفان فی علوم القرآن، دار الکتب عربی، بیروت، ۱۴۱۵ھ، ج:2، ص:۳
5 سیوطی، علامہ، الاتقان فی علوم القرآن، مکتبۃ العلم، لاہور، س-ن، ج:۲، ص:۳۹۲۔

"تفسیر ایک ایسا علم ہے جس میں قرآنی آیات کے نزول، ان کے واقعات متعلقہ و اسباب نزول نیز مکی و مدنی، محکم و مشابہہ، ناسخ و منسوخ، خاص وعام،، مطلق مقید، مجمل و مفسر، حلال و حرام، وعد و وعید، امر و نہی اور عبرت وامثال وغیرہ سے بحث کی جاتی ہے"

**((علم یبحث فیه عن کیفیة النطق بالفاظ القرآن و مدلولاتها و احکامها الافرادیة و الترکیبیة و معانیها التی تحمل علیها حالة الترکیب وتتمات لذالک))**(1)

"علم تفسیر وہ علم ہے جس میں الفاظ قرآن کی ادائیگی کے طریقے، ان کے مفہوم، ان کے افرادی اور ترکیبی احکام اور ان کے معانی سے بحث کی جاتی ہے جو ان الفاظ سے ترکیبی حالت میں مراد لیے جاتے ہیں، نیز ان معانی کا تکملہ، ناسخ و منسوخ، شانِ نزول اور مبہم قصوں کی توضیح کی شکل میں بیان کیا جاتا ہے۔

## قرآن و حدیث میں تفسیر کی ضرورت و اہمیت

قرآن حکیم، اللہ تعالیٰ کی طرف سے اِنسانیت کو عطا ہونے والا آخری اور مکمل صحیفہ ہدایت ہے جو زندگی کے جملہ پہلوؤں کا احاطہ کرتا ہے۔ اس کی تلاوت کو عبادت کا درجہ حاصل ہے اور اس کے فہم اور تدبر کے ذریعے اس عبادت کو درجہ احسان تک پہنچایا جاسکتا ہے۔ قرآن مجید جس رشد ہدایت کو اپنے اندر سموئے ہوئے ہے جب تک ان سے آگاہی حاصل نہ کی جائے تب تک اس کی پیروی کا کوئی امکان نہیں اور بلاشبہ علمِ تفسیر کو اسلامی علوم میں سب سے قدیم اور افضل واشرف ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔ یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ جب تک ملتِ اِسلامیہ کی حیاتِ اِجتماعی قرآنی ہدایت کے زیر اثر رہی اور قرآنی ہدایت کی روح کو ملت اسلامیہ نے اپنے پیش نظر رکھا عروج اور غلبہ ان کا مقدر رہا مگر اس ہدایت کو ترک کرتے ہی ان کی عظمت تاریخ کے صفحات کی زینت بن کر رہ گئی۔ ملت اسلامیہ کا یہ زوال بھی دراصل قرآن حکیم کے حق ہونے اور اس کی ہدایت کے اثر انگیز ہونے کی دلیل ہے کہ اس امت کا تمام تر عروج قرآنی ہدایت سے وابستگی میں ہی مضمر ہے۔ علمِ تفسیر اسی سلسلے میں معاون ثابت ہوتا ہے۔

## تدبر و تذکر

قرآن حکیم اپنے قاری سے تعقل، تفکر اور تدبر کا تقاضا کرتا ہے۔ ارشادِ ربانی ہے:

- ﴿اَفَلَا یَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْآنَ اَمْ عَلٰی قُلُوْبٍ اَقْفَالُهَا﴾ (2)"تو کیا وہ قرآن میں تدبر نہیں کرتے یا ان کے دلوں پر قفل لگے ہوئے ہیں۔"

1 آلوسی، علامہ، تفسیر روح المعانی، دار الکتب العلمیہ بیروت، ۱۴۱۵ھ، ج:1، ص:۴۔

2 محمد: ۲۴

- ﴿اَفَلَا یَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ وَ لَوْ کَانَ مِنْ عِنْدِ غَیْرِ اللہِ لَوَجَدُوا فِیْہِ اخْتِلَافًا کَثِیْرًا﴾[1] "بھلا یہ قرآن میں غور کیوں نہیں کرتے اگر یہ اللہ کے سوا کسی اور کا کلام ہوتا تو اس میں بہت سا اختلاف پاتے
- ﴿کِتٰبٌ اَنْزَلْنٰہُ اِلَیْکَ مُبٰرَکٌ لِّیَدَّبَّرُوْٓا اٰیٰتِہٖ وَلِیَتَذَکَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ﴾[2] "(یہ قرآن) برکت والی کتاب ہے جو ہم نے آپ کی طرف نازل فرمائی تا کہ وہ اس کی آیتوں میں غور کریں اور تا کہ عقل مند لوگ نصیحت قبول کریں۔'
- ﴿وَلَقَدْ یَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّکْرِ فَھَلْ مِنْ مُّدَّکِرٍ﴾[3] "اور بے شک ہم نے نصیحت قبول کرنے والوں کے لیے قرآن کو آسان کیا، تو ہے کوئی نصیحت قبول کرنے والا"
- اللہ تعالیٰ نے ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا: ﴿اَفَلَمْ یَدَّبَّرُوا الْقَوْلَ اَمْ جَآءَ ھُمْ مَّا لَمْ یَاْتِ اٰبَآءَ ھُمُ الْاَوَّلِیْنَo اَمْ لَمْ یَعْرِفُوْا رَسُوْلَھُمْ فَھُمْ لَہٗ مُنْکِرُوْنَo اَمْ یَقُوْلُوْنَ بِہٖ جِنَّۃٌ بَلْ جَآءَ ھُمْ بِالْحَقِّ وَ اَکْثَرُھُمْ لِلْحَقِّ کٰرِھُوْنَ﴾[4] "سو کیا انہوں نے اس فرمان (الٰہی) میں غور و خوض نہیں کیا یا ان کے پاس کوئی ایسی چیز آ گئی ہے جو ان کے اگلے باپ دادا کے پاس نہیں آئی تھی یا انہوں نے اپنے رسول کو نہیں پہچانا سو (اس لئے) وہ اس کے منکر ہو گئے ہیں یا یہ کہتے ہیں کہ اس (رسول) کو جنون (لاحق) ہو گیا ہے (ایسا ہر گز نہیں) بلکہ وہ ان کے پاس حق لے کر تشریف لائے ہیں اور ان میں سے اکثر لوگ حق کو پسند نہیں کرتے۔

مذکورہ بالا قرآنی ارشادات کی روشنی میں تفکر و تدبر کا لازمی تقاضا ہی ضرورتِ تفسیر کا جواز فراہم کرتا ہے۔

## اہل ذکر کی طرف رجوع کرنے کا حکم

ہر شخص کی ذہنی سطح برابر نہیں ہوتی، قرآن حکیم کے مخاطبین جملہ طبقاتِ انسانی ہیں۔ طبقات انسانی کی علمی و فکری استعداد کے اعتبار سے تین اقسام ہیں

1. ادنیٰ ذہنی سطح رکھنے والے
2. اوسط ذہنی سطح رکھنے والے
3. اعلیٰ ذہنی سطح رکھنے والے

اس لحاظ سے قرآن میں مختلف مقامات پر مختلف مضامین کے حوالے سے روئے خطاب کہیں کسی سطح کے انسانی طبقہ کے لئے اور کہیں کسی اور سطح کے انسانی طبقوں سے ہے۔ سادہ اور عام فہم آیات سمجھنے کے لئے ادنیٰ و اوسط سطح کے علم و فکر رکھنے والے آدمی کو کوئی دقت نہیں

---

1 النساء:82

2 ص:۳۸

3 القمر:۵۴

4 المؤمنون:۶۸۔۷۰

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.2 2024

ہو گی مگر اعلیٰ اور اونچی سطح کی قرآنی بات سمجھنے کے لئے اپنے سے زیادہ وسیع علم رکھنے والے شخص کی طرف ادنیٰ و اوسط ذہنیت کے حامل احباب کا رجوع ناگزیر ہو جائے گا۔ اس ناگزیریت کے حوالے سے قرآن خود لوگوں کو صاحبان علم کی طرف رجوع کرنے کی ترغیب دیتا ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

- ﴿فَسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴾[1] "سو تم اہل ذکر سے پوچھ لیا کرو اگر تمھیں خود (کچھ) معلوم نہ ہو۔"
- یعنی جو قرآنی علوم و معارف کے بارے میں زیادہ جانتے ہوں ان سے پوچھو۔ دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا:

﴿وَلَوْ رَدُّوْهُ اِلَى الرَّسُوْلِ وَ اِلٰٓى اُولِى الْاَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِيْنَ يَسْتَنْۢبِطُوْنَهٗ مِنْهُمْ﴾[2] "اور اگر وہ (بجائے شہرت دینے کے) اسے رسول اور اپنے میں سے صاحبان امر کی طرف لوٹا دیتے تو ضرور ان میں سے وہ لوگ جو (کسی) بات کا نتیجہ اخذ کر سکتے ہیں اِس (خبر کی حقیقت) کو جان لیتے۔"

اس سے معلوم ہوا کہ ادنیٰ و اوسط ذہنی سطح کے حامل افراد کے لئے علم تفسیر کی ضرورت ناگزیر ہے۔

## اَمثالِ قرآن

قرآن پاک میں اِرشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ وَمَا يَعْقِلُهَآ اِلَّا الْعٰلِمُوْنَ﴾[3] "اور یہ مثالیں ہیں ہم انہیں لوگوں (کے سمجھانے) کے لیے بیان کرتے ہیں اور انہیں اہل علم کے سوا کوئی نہیں سمجھتا۔"

عام طور پر کسی بات کی وضاحت یا توضیح کے لئے مثال بیان کی جاتی ہے کہ بات آسانی سے سمجھی جا سکے۔ مذکورہ آیت میں بیان کیا جا رہا ہے کہ ان قرآنی امثال کو سمجھنے والے صرف علماء ہیں اور وہی اپنی عقل و بصیرت سے ان کی حقیقت کو سمجھ سکتے ہیں اور دوسرے لوگ اسے جاننے کے لئے ان علماء کے محتاج ہوں گے۔ یہی چیز ضرورتِ تفسیر کا سبب بنی۔ اہم بات یہ ہے کہ مثال بیان کرنے کا مقصد کسی چیز کو آسان انداز میں سمجھانا ہوتا ہے اگر کسی عام فہم بات کو مثال کے ذریعے سمجھانے میں علماء کا دست نگر ہونا پڑتا ہے تو پھر مشکل مقامات کی تشریح و توضیح کے لئے تفسیر کی ضرورت بدرجہ اولیٰ ہوئی۔

## تفسیر قرآن: سنتِ رسول ﷺ

قرآن عربی زبان میں نازل ہوا اور صحابہ کرامؓ کے لئے صاحب زبان ہونے کی وجہ سے ظاہری احکام کو جان لینا زیادہ آسان تھا مگر پھر

---

1 النحل:۴۳

2 النساء:۸۳

3 العنکبوت:۴۳

بھی احکام قرآنی کے باطنی اسرار و حکم اور مصالح و حقائق سب پر منکشف نہ تھے۔ غور و فکر اور تامل و تفکر کے باوجود انہیں حضور نبی اکرمؐ سے استفسار کرنا پڑتا۔ اس سے معلوم ہوا کہ استفسار کے بغیر حقائق قرآن کو سمجھنا ہر کسی کے بس کی بات نہیں۔ امام ترمذیؒ روایت کرتے ہیں کہ جب قرآن حکیم کی یہ آیت نازل ہوئی کہ:

﴿ اَلَّذِیْنَ اٰ مَنُوْا وَلَمْ یَلْبِسُوْٓا اِیْمَانَھُمْ بِظُلْمٍ﴾ (1)"جو لوگ ایمان لائے اور اپنے ایمان کو (شرک کے) ظلم کے ساتھ نہیں ملایا۔"

صحابہ کرامؓ نے حضورؐ سے دریافت کیا" و أینا لا یظلم نفسه"(اور ہم میں سے کون ہے جس نے اپنی جان پر ظلم نہیں کیا) اس پر حضور نبی اکرمؐ نے ظلم کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا کہ اس سے مراد شرک ہے(2) اور اس آیت سے استدلال فرمایا:﴿اِنَّ الشِّرْکَ لَظُلْمٌ عَظِیْمٌ﴾ "اور بے شک شرک ظلم عظیم ہے"۔

معلوم ہوا کہ قرآن کی تفسیر کرنا سنت رسول ﷺ ہے۔

اور اسی طرح جب قرآن حکیم کی یہ آیت اتری:﴿وَکُلُوْا وَا شْرَبُوْا حَتّٰی یَتَبَیَّنَ لَکُمُ الْخَیْطُ الْاَبْیَضُ مِنَ الْخَیْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ﴾(3)"اور کھاتے پیتے رہا کرو یہاں تک کہ تم پر صبح کا سفید ڈورا (رات کے) سیاہ ڈورے سے (الگ ہو کر) نمایاں ہو جائے

مذکورہ بالا آیت کی وضاحت طلبی جامع الترمذی کی درج ذیل روایت سے ضرورتِ تفسیر کو مزید واضح کر دے گی:

**((عن عدی بن حاتم ؓ قال: سالت رسول اللهﷺ عن الصوم فقال: حتی یتبین لکم الخیط الأبیض من الخیط الأسود قال: فأخذت عقالین أحدهما أبیض والأخر أسود فجعلت أنظر إلیهما فقال لي رسول اللّٰہ :إنما هو اللیل والنهار))** (4)

"حضرت عدی بن حاتمؓ سے مروی ہے کہ میں نے حضور نبی اکرمؐ سے روزہ کے بارے میں سوال کیا تو آپؐ نے یہ آیت کریمہ پڑھی :﴿حَتیّٰ یَتَبَیَّنَ لَکُمُ الخَیْطُ الاَ بْیضُ مِنَ الْخَیْطِ الاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ﴾"تو میں نے سفید اور سیاہ دو دھاگے لئے اور انہیں دیکھنے لگا پس حضور نبی اکرم ﷺ نے مجھ سے فرمایا: اِس سے دن اور رات مراد ہیں۔"

اسی طرح جب حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے یہ ارشاد فرمایا "مَنْ نُوْقِشَ الْحِسَابَ عُذِّبَ" یعنی جس سے اعمال کے

---

1 الانعام:۸۲

2 ترمذی، محمد بن عیسیٰ، الجامع الصحیح، دار المعرفۃ، بیروت، ۱۴۲۴ھ، کتاب التفسیر القرآن، باب: ومن سورۃ الأنعام، ۵:۲۶۲، رقم:۳۰۶۷۔

3 البقرۃ:۱۸۷

4 الجامع الترمذی، کتاب التفسیر القرآن، باب: ومن سورۃ البقرۃ، ۵:۲۱۱، رقم:۲۹۷۱۔

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.2 2024

حساب کے معاملے میں جرح کی گئی تو وہ عذاب میں گرفتار ہو جائے گا۔ تو حضرت عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہا نے ان آیات:﴿فَسَوْفَ یُحَاسَبُ حِسَابًا یَّسِیرًا وَّ یَنقَلِبُ اِلٰی اَہلِہ مَسْرُورًا ﴾کے بارے میں حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ سے دریافت کیا۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا" یہ سہولت تو اعمال پیش کرتے وقت دی جائے گی۔[1] (جب میدانِ فصاحت و بلاغت کے شہسواروں کو قرآن کے معانی سمجھنے کے لئے الفاظِ قرآنی کی تفسیر کی حاجت ہوئی) تو ہم تو اُس چیز کے زیادہ محتاج ہیں جس کی انہیں ضرورت پڑی بلکہ ہم تو سب لوگوں سے زیادہ اس چیز کے محتاج ہیں کیونکہ ہمیں بغیر سیکھے لغت کے اسرار و رموز اور اس کے مراتب معلوم نہیں ہو سکتے۔ اگر اہل زبان صحابہ کرام ؓ کو فیضان صحبت نبویؐ اور مشاہدۂ نزول قرآن سے بہرہ ور ہونے کے باوجود قرآن کی تفسیر کی ضرورت تھی تو پھر ہمیں جو اہل زبان نہیں اور اسرار و معارف قرآن سے کماحقہٗ آگاہ بھی نہیں فہم قرآن کے لئے علم تفسیر کی ضرورت کیوں نہ ہو۔

## اَصح المطالب کی دریافت

قرآن حکیم کا یہ اعجاز بھی ہے کہ اس کے ہر لفظ کے کئی مفاہیم ہیں۔ بعض روایات میں ہے کہ قرآن حکیم تین حروف پر نازل کیا گیا، بعض روایات میں چار، بعض میں سات اور بعض روایات میں دس حروف کا ذکر ہے:

حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:" **أنزل القرآن على ثلاثة أحرف**" [2] قرآن حکیم تین حروف پر نازل کیا گیا ہے۔"

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں:(( **أنزل القرآن على أربعة أحرف: حلال وحرام، لا يعذر أحد بالجهالة به، وتفسير ،تفسره العرب، وتفسير تفسره العلماء، ومتشابه لا يعلمه إلا االله، ومن ادعى علمه سوى االله فهو كاذب**)) [3] "قرآن کو چار حروف پر نازل کیا گیا: حلال اور حرام، جن کے نہ جاننے میں کسی کو معذور نہیں مانا جائے گا اور ایسی تفسیر جو صرف عرب ہی کر سکتے ہیں اور ایسی تفسیر جو فقط علماء کر سکتے ہیں اور متشابہ آیات جن کو سوائے اللہ کے کوئی نہیں جانتا اور جو یہ دعوی کرتا ہے کہ وہ اللہ کے سوا ان آیات کو جانتا ہے وہ جھوٹا ہے۔"

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ روایت کرتے ہیں:" **أنزل القرآن على سبعة أحرف: لكل حرف منها ظهر وبطن**" [4]، قرآن پاک سات حروف پر نازل کیا گیا اور ہر حرف کا ظاہری معنی ہے اور باطنی معنی ہے۔"

---

1 حریری، پروفیسر، غلام احمد، تاریخ تفسیر و مفسرون، ملک سنز ناشران و تاجران کتب، فیصل آباد، 2004ء، ص:35

2 امام حاکم نیشاپوری، المستدرک، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۱۴۳۲ھ، ۲:۲۴۳، رقم:۲۸۸۴

3 طبرانی، المعجم الکبیر، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۱۹۹۸ء، ۷:۲۰۶، رقم:۶۸۵۳

4 بخاری، محمد بن اسماعیل، الصحیح البخاری، دار التاج، ریاض ۱۹۹۸ء،، رقم:۴۷۰۶

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.2 2024

حضرت علیؓ روایت کرتے ہیں:''أنزل القرآن على عشرة أحرف: بشيرونذير، وناسخ ومنسوخ، وعظة ومثل، ومحكم ومتشابه، وحلال وحرام''[1]''قرآن دس حروف پر نازل کیا گیا: خوشخبری دینے والا، ڈرانے والا، نسخ کرنے والا، منسوخ ہونے والا، نصیحت، امثال، احکام و متشابہات اور حلال و حرام۔''

اسی لیے امام ابو نعیم اور دیگر ائمہ نے حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ قول نقل کیا ہے:''القرآن ذلول ذو وجوه فاحملوه على أحسن وجوهه ''[2]''قرآن نرم اور ذو وجوہ ہے (یعنی اس کے متعدد محامل ہیں) سو اس کو سب سے بہتر محمل پر محمول کرو۔''

حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ اس حوالے سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قول بیان کرتے ہیں:''قُلْت لرسول الله ﷺ: هَلْ عِنْدَ كُمْ كِتَابٌ قَالَ: لَا اِلاَّ كِتَابُ اللہِ اَوْ فَهْمٌ اُعْطِيَهٗ رَجُلٌ مُّسْلِمٌ[3]''میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا: کیا آپ کے پاس کوئی کتاب ہے؟ فرمایا: نہیں ماسوائے اللہ کی کتاب کے یا وہ فہم جو مسلمان آدمی کو عطا کی جاتی ہے۔''

پس ان اصح المطالب تک پہنچنے اور اُن سے اپنے ایمان و اسلام کو منور کرنے کے لئے ایسی تفسیر کی ضرورت ہوتی ہے جو ان آیات ربانی میں پنہاں معانی و مفاہیم تک دورِ حاضر کے تقاضوں کے عین مطابق رسائی کو ممکن بنا سکے۔

## نبوت کے فرائض منصبی

قرآن حکیم نبوت کے چہار گانہ فرائض منصبی یوں بیان کرتا ہے:

﴿يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَ يُزَكِّيْهِمْ وِ يُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ﴾[4]''جو ان پر اس کی آیتیں پڑھتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا ہے۔''

یہ کلمات واضح کرتے ہیں کہ قرآن کا ہر مخاطب مضامینِ قرآن کو سمجھنے پر قادر نہیں۔ اس لئے اللہ کے نبی کو اس امر پر مامور کیا گیا ہے کہ لوگوں کو قرآنی احکام کے معانی اور اسرار و رموز سمجھائیں اور حکمت کی باتیں بتائیں۔ حکمت کے حوالے سے قرآن پاک فرماتا ہے:

﴿وَمَنْ يُّؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ اُوْتِيَ خَيْرًا كَثِيْرًا﴾[5]''اور جسے (حکمت و) دانائی عطا کی گئی اسے بہت بڑی بھلائی نصیب ہو گئی۔''

---

1 ہندی، علاء الدین، علامہ، کنز العمال، دار الوطن، قاہرہ، ۲۰۱۰ء، ج۲: ص۱۶، رقم:۲۹۵۶

2 الاتقان فی علوم القرآن، ج:۲، ص:۴۰۵۔

3 بخاری، الصحیح، کتاب العلم، باب کتابۃ العلم، ۵۳:۱، رقم:۱۱۱۔

4 آل عمران:۱۶۴

5 البقرۃ:۲۶۹

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.2 2024

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما حکمت کے حوالے سے فرماتے ہیں کہ:"**المعرفة القرآن ناسخه ومنسوخه ومحكمه ومتشابهه ومقدمه موخره وحلاله وحرامه وأمثاله**"[1] ''قرآن کے ناسخ و منسوخ، محکم و متشابہ، مقدم و موخر، حلال و حرام اور اَمثال کی معرفت کو حکمت کہتے ہیں۔''

مذکورہ بالا معنی میں حکمت کو جاننا گویا تفسیر قرآن کے بنیادی علوم کو جاننا ہے اور جن کو حکمت کی دولت عطا کی جاتی ہے ان کو قرآن کی تفسیر کا ملکہ بھی عطا کر دیا جاتا ہے جیسے خود حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے حق میں دعا فرمائی۔ سنن ابن ماجہ میں ہے کہ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہمانے فرمایا:"**ضمنی رسول اللهﷺ إليه وقال: اللهم علمه الحكمة وتأويل الكتاب**"''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے سینے سے لپٹا کر فرمایا: اے اللہ اسے دانائی اور قرآن کے مطالب سکھادے۔''

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک دن حضرت عمرؓ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کو اپنے پاس بلایا اور انہیں اپنے قریب کیا اور فرمایا:"**انی رأیتُ رسول اللهﷺ دعاک یوما فمسح رأسک وقال: اللهم فقهه فی الدین وعلمه التاویل**"[2]" میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ انہوں نے ایک دن آپ کو بلایا پھر آپ کے سر پر ہاتھ پھیرا اور کہا: اے اللہ! اِس کو دین کی فقہ عطا فرما اور اس کو تاویل کا علم عطا فرما۔'' حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ایک اور روایت مروی ہے کہ حضرت عمرؓ نے عبداللہ بن عباسؓ کو اپنے قریب بلایا اور انہیں فرمایا:"**أنی رأیت رسول اللهﷺ دعاک یوما فمسح رأسک وتفل فی فمک وقال: اللهم فقهه فی الدین وعلمه التأویل**"[3] "میں نے دیکھا کہ ایک دن حضور نبی اکرم نے آپ کو بلایا اور آپ کے سر پر ہاتھ پھیرا اور پھر آپ کے منہ میں لعاب دہن ڈالا اور کہا: اے اللہ! اِسے دین میں فقہ عطا فرما اور اِسے تاویل کا علم سکھا۔ ''

یہی وجہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو حکمت و دانائی کی ایسی وافر دولت نصیب ہوئی کہ وہ تاریخ اسلام میں سید المفسرین کے لقب سے شہرت دوام پا گئے۔ جن ہستیوں کو قرآن کا یہ علم عطا کیا گیا انہیں مبداء فیض نے حکمت کے خزینے سے نوازا اور علم و حکمت کی بنیاد پر جب بصائر و معارف قرآن جاننے کی طرح ڈالی گئی تو علم و حکمت کی تعلیم گویا تفسیرِ قرآن کی تعلیم قرار پائی۔

## کلامِ الٰہی کا فہم و ادراک

قرآن کریم اللہ کی مضبوط رسی ہے یہ وہ ذکرِ الٰہیٰ ہے جو حکمت و دانش سے مملو ہے، یہ صراطِ مستقیم ہے اللہ تعالیٰ کا پیغام ہے اور ہمارے

---

1 تفسیر روح المعانی، ج ۱، ص ۵۔ المقدمہ، باب فضل ابن عباس رضی اللہ عنہما، ۱:۵۸، رقم: ۱۶۶

2 ابن حجر عسقلانی، علامہ، فتح الباری، ج ۱، ص ۱۷۰۔

3 الاتقان فی علوم القرآن، ج ۲، ص ۴۰۴۔

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.2 2024

نام ہے لیکن اسے سمجھنے کی طرف اس لیے توجہ نہ دینا کہ یہ عربی زبان میں ہے اور ہم عربی زبان سے ناواقف ہیں یہ قرآن کی حق تلفی ہے کیونکہ قرآن مجید کہ ہمارے ذمے جو حقوق ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ ہم اسے سمجھیں اور اللہ تعالیٰ کے پیغام اور منشا سے آگاہی حاصل کرنے کی کوشش کریں۔

"قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا کلام ہے جس کے ذریعے اللہ نے اپنے بندوں سے خطاب فرمایا یقیناً اللہ کا کلام لا محدود عظمتوں کا مظہر ہو گا۔ ہر کس و ناکس کے لئے اس کی عظمتوں اور حقائق و معارف کا ادراک کیونکر ممکن ہو سکتا ہے، اور بغیر شرح و تفسیر ہر شخص منشائے الٰہی کو کیسے سمجھ سکتا ہے۔"[1]

قرآن کریم کے نفسِ مفہوم سے واقف ہونا ہر مسلمان مرد و عورت کی ذمہ داری ہے اور اس ذمہ داری کو پورا کرنے سے مسلمان بہت سی گمراہیوں سے بچے رہیں گے اور یہ وہ کتاب ہے کہ اس کا اتباع کیا جائے تو انسانی رویوں میں کج روی پیدا نہیں ہوتی اور زبانوں میں التباس کی راہیں نہیں کھلتیں۔ اس ملک جس کی زبان عربی نہیں ہے اگر قرآن کا ترجمہ اپنی مادری زبان میں سنیں گے تو یقیناً ہمارا دل مضامین قرآن سے متاثر ہو گا۔ دل کی کجی دور ہو گی، سوز و گداز پیدا ہو گا اور کلام الٰہی کے پڑھنے اور سننے سے دل میں جلا پیدا ہو گی اور حکمِ خداوندی معلوم ہوتا رہے گا۔ لہذا کلام الٰہی کے فہم وادراک کے لئے علم تفسیر کی ضرورت ناگزیر ہے۔

## مبہماتِ قرآن کو دور کرنے کے لئے

قرآن مجید میں بعض ایسے مقامات ہیں جہاں ابہام پایا جاتا ہے، اس ابہام کو صرف تفسیر سے ہی دور کیا جا سکتا ہے۔ علامہ جلال الدین سیوطیؒ نے الاتقان فی علوم القرآن میں جلد دوم نوع ستر میں مبہماتِ قرآن کی ایک فہرست پیش کی ہے۔ عبدالرحمٰن بن عبداللہ السہیلی الاندلسیؒ نے "التعريف الاعلام فيما ابهم فى القرآن من الاسماءو الاعلام" تالیف کی اور علامہ سیوطیؒ نے الاقران فی مبھمات القرآن" تالیف کی[2]

## غریب القرآن کی معرفت کے لئے

عربی لغت میں غریب کے معنی ہیں "اجنبی" اور علوم القرآن کی اصطلاح میں غریب سے مراد ہے قرآن مجید کے "غریب اور غیر مانوس الفاظ" فہم قرآن کی مشکلات میں سے "غریب الفاظ کی عدم معرفت" ایک مشکل ہے، ان کی حقیقت کی معرفت کے لئے تفسیر ضروری ہے۔ قرآنی علوم میں سے " غریب القرآن " ایک مستقل علم ہے جو" قرآن مجید کے قلیل الاستعمال اور نادر الفاظ کی شرح و توضیح کے

---

1 الاتقان فی علوم القرآن، ج:۲، ص:۴۰۴۔

2 تفسیر ماثور اور تفسیر بالرائے از ڈاکٹر محمد میاں صدیقی، فکر و نظر اکتوبر–دسمبر 1990ء، جلد۲۸، ش ۲، ص۸۶،، ادارہ تحقیقات اسلامی، انٹرنیشنل یونیورسٹی اسلام آباد

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.2 2024

لئے معرض وجود میں آیا"

علماء اسلام نے قرون اولیٰ ہی سے اس علم پر تشریح وتوضیح کا کام شروع کر دیا تھا اس پر بہت سی کتابیں لکھی گئیں:

1. غريب القرآن از ابان بن تغلب
2. غريب القرآن از ابو عبدالرحمٰن عبدالله بن يحيٰ اليزيدى
3. غريب القرآن از ابن قتيبه الدينورى[1]

## انسانی مشکلات کے حل کے لئے

قرآن مجید رشد وہدایت کی کتاب ہے "اس کی آیات وقت کے ہر مسئلہ اور زمانے کی اجتماعی وانفرادی ضرورت کا تسلی بخش حل اپنے اندر پنہاں رکھے ہوئے ہیں اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اس میں سعادتِ دارین کے لئے بے مثال اصول بیان کیے گئے ہیں۔ اس لئے اس کو کما حقہ سمجھنے اور اس سے ہر زمانے کی ضرورت اور مشکل کا حل تلاش کرنے کے لئے انسانی علوم وفنون کی روشنی میں مسلسل غور وفکر اور تدبر وتفکر کی ضرورت رہتی ہے۔ یہی ضرورت تفسیر نویسی کا اہم محرک ہے۔ اسی بناء پر ابتدائے زمانہ اسلام سے لیکر اب تک ہر دور میں اور ہر عصر میں تفسیر نویسی کا سلسلہ بلا انقطاع جاری رہا ہے"۔[2]

## اصول وکلیات قرآن کی وضاحت کے لئے تفسیر کی ضرورت

اس میں کوئی شک نہیں کہ قرآن مجید میں لوگوں کے ہر طبقہ کے مسائل واحکام بیان ہوئے ہیں۔ کچھ کی تفصیلات بیان ہوئی ہیں جبکہ کچھ کے صرف اصول وکلیات بیان کرنے پر اکتفاء کیا گیا ہے اور ان کی جزئیات وفروعات کو (اختصار کے پیشِ نظر) چھوڑ دیا گیا ہے۔ مگر ان جزئیات کی تفصیلات کا جاننا ضروری ہے تاکہ مسائل واحکام کی حقیقت تک پہنچا جاسکے یہ تفاصیل صرف علمِ تفسیر کے ذریعہ سے ہی معلوم کی جا سکتی ہیں۔

## مسلمانانِ عالم کی اصلاح کے لئے تفسیر کی ضرورت

اس وقت دنیا میں مسلمانوں کے مصائب وصعوبات اور باہمی فسادات وجھگڑوں میں مبتلا ہو جانے کا بنیادی سبب قرآن مجید کے رہنما اصولوں سے ناواقفیت ہے۔ ان اصولوں کی مکمل معرفت صرف اور صرف قرآنی آیات کی تشریحات سے حاصل ہو سکتی ہے جو کتب تفسیر کی صورت میں موجود ہیں۔ اگر موجودہ مسلمان قرآن مجید کے رہنما اصولوں کی روشنی میں اپنی زندگی شروع کر دیں تو ابتدائی ادوار کے مسلمانوں کی طرح یہ بھی ہر میدان میں کامیاب ہو سکتے ہیں اور دوسروں کی راہنمائی کر سکتے ہیں۔

---

1 اردو دائرہ معارف اسلامیہ، قرآن، ج:۱۔۱۶، ص:۵۴۷۔

2 مناھل العرفان فی علوم القرآن، ج۲، ص۹۔

علامہ زرقانی لکھتے ہیں:

"امتِ مسلمہ کے اس آخری دور کی اصلاح اس طرح ہو سکتی ہے جیسے خیر القرون میں ہوئی تھی۔ اس کا واحد طریقہ یہ ہے کہ کتاب الٰہی سے رشد و ہدایت کا پیغام اخذ کیا جائے اور زندگی کے آداب و اطوار کو اسی سانچہ میں ڈھالا جائے۔ ہمارے اسلاف مجالس، مساجد، گھروں میں فرضی و نفلی اور تہجد کی نمازوں میں جب کہ لوگ سو رہے ہوتے ہیں، تدبر و تفکر کے ساتھ قرآن مجید کی تلاوت کیا کرتے تھے۔ نتیجہ اس کے عمدہ اثرات ان کے نفوس میں ظاہر ہونا شروع ہوئے تو وہ بت پرستی کی پست سطح سے اٹھ کر اخلاق فاضلہ کی بلندیوں پر فائز ہو گئے۔ اخلاق و آداب اور اصلاح و ارشاد میں مہارت حاصل کرنے کے بعد وہ علوم و فنون اور مختلف صنعتوں میں ماہر ہو گئے۔ بالآخر دنیا کی تمام قوام سے سبقت لے گئے۔"[1]

اس اقتباس سے جو چیز سمجھ میں آتی ہے وہ ہے تلاوت کے ساتھ ساتھ قرآن مجید میں غور و فکر کرنا اور اسے سمجھنا۔ ظاہر ہے کہ قرآن مجید کی سمجھ اس کی تفسیر ہی سے حاصل ہو سکتی ہے۔

## عصر حاضر کے تقاضے اور تفسیر

عصر حاضر میں دو پہلوؤں سے تفسیر کی ضرورت بڑھ گئی ہے:

1. ایک پہلو یہ ہے کہ

"کائنات میں آئے دن بے شمار سائنسی انکشافات ہو رہے ہیں اور وہ علوم جن کا تعلق انسانی تہذیب و تمدن سے ہے ترقی کے لئے نئے نئے انداز اختیار کر رہے ہیں قرآن مجید چونکہ ان تمام علوم کا معدن و مخزن ہے۔ اس میں تمام شعبہ ہائے زندگی سے متعلق اشارات موجود ہیں اس لیے دور جدید کا تقاضا ہے کہ قرآن مجید کو بنیاد بنا کر ان علوم کی اس نقطہ نظر سے وضاحت کی جائے کہ وہ عہد حاضر کے مسائل کو حل کر سکے اور جدید ذہن کے شکوک و شبہات کو دور کر سکے۔ ظاہر ہے یہ کام تفسیر ہی کر ذریعے ممکن ہے۔"[2]

2. دوسرا پہلو یہ ہے کہ

"عصر حاضر میں عربی زبان میں مہارت باقی نہیں رہی۔ عربی الاصل خاندانوں میں عربیت کی خصوصیات مفقود ہیں، اس لیے اس دور میں علم تفسیر کی بہت ضرورت ہے۔"[3]

---

1 مناھل العرفان فی علوم القرآن، ج ۲، ص ۱۱۔

2 علمِ تفسیر اور اس کی اہمیت از عبدالحمید خاں عباسی، معارف اسلامی جولائی–دسمبر 2002ء، جلد ا شمارہ ۲، ص:۲۲

3 تاریخ تفسیر و مفسرون، ص:۳۱

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022

## قرآنی علوم معارف کے فہم کے لیے تفسیر کی ضرورت

قرآن مجید ان تمام علوم معارف کا مخزن ہے جن میں ہر پہلو سے انسانوں کی اصلاح کے طریقے اور ہر میدان میں کامیابی کے ساتھ زندگی گزارنے کے لیے رہنما اصول موجود ہیں مگر ان طریقوں اور اصولوں کی تفصیلات صرف علم تفسیر ہی فراہم کر سکتا ہے۔

"قرآن مجید جو انسان کی اصلاح اور اعزاز و اکرام کو برقرار رکھنے کے لیے نازل ہوا، عظیم علمی ذخائر کا جامع ہے۔ علم تفسیر ان علمی ذخائر و خزائن کی کنجی ہے جس کے بغیر ان تک رسائی ممکن نہیں ہے، خواہ لوگ قرآنی الفاظ کو دن میں ہزاروں بار دہراتے رہیں، ان کا مفہوم تفسیر کے بغیر معلوم نہیں ہو سکتا۔"(1)

## خلاصہ بحث

کتاب اللہ تمام اسلامی قوانین کی اصل بنیاد واساس ہے اور ذریعہ ثبوت کے اعتبار سے اس درجہ قطعی ہے کہ دنیا کی کوئی کتاب اس کے ہمسر نہیں، اس کتاب میں زندگی کے تمام پہلوؤں کا احاطہ کیا گیا، چاہے وہ ایمانیات کے قبیل سے ہوں یا عبادات کے شخصی احکام ہوں یا مالی معاملات، اجتماعی قوانین ہوں یا تعزیری قوانین، ملکی مسائل ہوں یا بین الاقوامی مسائل، امن کے حالات ہوں یا جنگ کے حالات، یہ کتاب ہر حال میں انسانیت کی رہبری کا فریضہ انجام دیتی ہے۔

یہ کلام ایک بحر بیکراں ہے جس کو مختلف زبانوں میں علمائے امت نے اپنی صبح و شام کی محنتوں کا محور بنایا، آج انہی علماء کرام اور مفسرین عظام کی کوششوں اور کاشوں کا ثمرہ ہے کہ مختلف زبانوں میں قرآن کی تفسیر موجود ہے۔ اور ان تفاسیر کے مطالعہ سے عام مسلمان قرآن سے قریب ہوں گے، اور ان کی زندگی کے لیے قرآنِ پاک کتابِ ہدایت ثابت ہوگی۔ اس فصل میں انہی مباحث کو بیان کیا گیا ہے کہ تفسیر معنیٰ و مفہوم اور اس اہمیت و افادیت کے حوالے سے تفصلاً بحث کی گئی۔

1 مناھل العرفان فی علوم القرآن، ج:۲، ص:۹